خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 94

Track 1

Time 38:26

۱۔فقیر اور درویش میں کیا فرق ہے ؟

ایک عظیمی صاحب نے سوال کیا ہے فقیر اور درویش میں کیا فرق ہے ؟دو سری
بات جو انہوں نے پوچھی ہے رو حا نیت میں اور سارے لوگ داخل ہو تے ہیں کچھ
لوگ بہت ہی جلدی رو حانیت حا صل کر لیتے ہیں اور ان کی تر قی ہو جا تی
ہے اور کچھ لوگ مقام حا صل کر نے میں اتنے پیچھے رہتے جا تے ہیں کہ خود
سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اتنا عرصہ ان کو کیوں لگ گیا فقیر اور درویش تو ایک
ہی بات ہے ویسے بہت سارے فقیر لفظ جو ہیں عربی کا ہے درویش غا لباً
انگریزی کا لفظ ہے یہ تو ایسی با ت ہے کہ جیسے پا نی کو پ

Water

کہتے دیں آپ بتا ئیں پا نی میں اور وٹر میں کیا فرق ہے پا نی پا نی ہے وٹر البتہ
پیر اورفقیر میں فرق ہے عام طورسے یہ دیکھا گیا ہے اور اور آپ سب لو گ بھی
جا نتے ہیں یہاں جتنے بھی بڑے بڑے بزرگ اتر ے ہیںوہ اس دنیا سے پر دہ کر تے
ہیں اس کا کو ئی نہ کو ئی جان نشین ہو تا ہے سجا ور نشین بھی کہتے ہیں
گدے نشین بھی کہتے ہیں سجا ورب نشین اور گدے نشین اولاد نہیں ہو تی با لکل
س طرح جس طرح ایک باپ مر تا ہے اس بیٹا اس کی ساری دو لت کا وارث ہو
تا ہے با دشا ہ مر تا ہے اس کا بیٹا باہشات کا وارث ہو تا ہے ہکو ئی محل بن جا
تا ہے کو ئی با دشاہ بن جاتا ہے یہ فقیری کا جہاں تک تعلق ہے یہ ایک لفظ ہے
عربی سے مستحریق ہے دو سرا ارشاد اعلیٰ مقام ہے ...کہ مجھے اپنے فکر پر
فکر ہے فکر سیاگر یہ مرا د ہے کہ آدمی مفلس ہو خلاص ہو نہ اس کے پاس کھا
نے کو ہو ،نہ اس کے پاس پہننے کو ہو ،نہ رہنے کو گھر ہو ،نہ بیوی بچے ہو ں ،تو
یہ بات بھی حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام نے کہہ کر رد کر دی کہ لا رحبانی ...
اہ اسلام دنیا داری میں دنیا بیزاری کا اسلام میں کو ئی بھی درجہ نہیں ہے اور نہ
ہی کو ئی گنجا ئش حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی جو زندگی ہے ہمارے
سامنے ہے اور جس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا درجہ رعطا فرمایا ہے
اور ایسی محبوبیت اس محبوب کے اوپر اپنی تمام محبتیں پو ری کر دی ہیں وہ
جو د رجہ حضور پاکہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا قربت جو عطا کی ہے اس کے
پیچھے ایک وہ بات ہے وہ یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کی جو طرز فکر ہے جو سو
چنے کی طرز تھی وہ یہ تھی کہ انہو ںنے اپنے او رکا ئنات کے درمیان اللہ تعالیٰ کو

واسطہ ور وسیلہ قائم ہوا ہے ۔ حضور پاک ؐ عباداً اس طرح زندگی گزارتے تھے
ااب بھی گزارتے ہیں وہ جو بھی عمل کر تے ہیں اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ
خود بخود قائم ہو جا تا ہے تو فخر جو ہے وہ درا صل یہ ہے کہ آپ کو یا کسی
بھی ا مت کو اپنے پیغمبر علیہم الصلوٰ ۃوالسلام کی جو طرز فکر ہے وہ منتقل
ہو گئی اور وہ طرز فکر اس کے علا و وہ کچھ بھی نہیں ہے کہ بندے کا اللہ
تعالیٰ کے ساتھ اس طرح رشتہ قائم ہو جا تا ہے بلکہ رشتہ قائم نہ ہو جا ئے
بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ را بطہ ہو جا ئے کہ انسان کی زندگی کے ہر عمل میں
اللہ تعالیٰ کا عمل داخل نظر آتا ہے اب یہ بات ہو نی بھی چا ہئے اس لئے کہ
جب ہم اپنی زندگی کا مطا لعہ کر تے ہیں پیدا ئش سے لیکر بوڑھا پے تک اور اس
کے بعد مو ت کا درجہ آتا ہے اب اس کے بعد جو ہے اس کا ہم مطا لعہ کر تے
ہیں تو ایک ہی بات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی صورت سے کو
ئی بھی آدمی وہ پڑھا لکھا ہو ،جاہل ہو نظر انداز نہیں کر سکتاوہ اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندو ں کے لئے وسائل جو پیدا کئے زندگی کے وسائل اس سے
انسان کا کو ئی اختیار نہیں ہے لیکن وہ وسائل کبھی بھی ا نسان سے بغاوت
نہیں کر سکتے مثلاً اب زمین لے لیں آپ زمین ہو تو انسان کی مو جودگی زیر
بحث نہیں آتی زمین نہیں ہو گئی تو کھیتی باڑی کہاں سے ہو گی ؟زمین نہیں
ہو گی تو پا نی کہاں سے آئے گا ؟زمین نہیں ہو گی تو گھر کہاں بنے گا ؟زمین
نہیں ہو گی تو انسان چلے پھیرے گا کہاں ؟تو زمین کی جو موجودگی ہے اور
زمین کی جو اہمیت ہے اور زمین کی جوضرورت وہ انسان کے لئے اتنی زیادہ
اہمیت رکھتی ہے کہ زمین کی موجودگی سے کسی بھی طرح انکار نہیں کر سکتا
اس کو استعمال کروں گا زمین سب کچھ انسان کو دیتی ہے لیکن زمین کا اللہ
تعا لیٰ اس بندے سے اللہ تعالیٰ نے بندے کو جب ہم گھر بنا رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ
کی زمین پر قبضہ کر کے زمین کو آپ پھر اس کی قیمت لگا تے ہیں ہ زیادہ
لگاتے ہیں کم لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آپ ایک پیسہ نہیں دیتے کسی نے بھی نہیں
دیا بڑی بڑی با دشاہتیں آئی فنا ہے بڑے بڑے با دشاہ مٹی میں چلے گئے اور مٹی بن
گئے لیکن کو ئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا یہ جو زمین ہے اس زمین کی میں نے کو
ئی قیمت اللہ تعالیٰ کو نہیں دی ہر شخص زمین پر دندنتا ہو اآتا ہے ہر شخص
زمین سے وسائل فراہم کر تا ہے ہر شخص زمین سے فا ئدے اٹھا تا ہے۔ لیکن
زمین کا ایک پیسہ بھی کسی نے اللہ کو نہیں دیا زمین کے اندر پا نی ہو تا ہے اس
پا نی کو بھی اللہ تعالیٰ کو کسی نے ایک پیسہ نہیں دیا اس پا نی کو انسان ہی
ذخیرہ کر تے ہیں ذخیرہ کر کے پائپ لا ئنوں کے ذریعے تقسیم کر تے ہیں اس کے
پیسے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ گو رئمنٹ سے اگر آپ ٹیکس لے رہی ہے پا نی کا
توگو رئمنٹ بھی اللہ تعالیٰ کو پیسے دینا چا ہئے اگر اس بات کو پھیلا یا جا ئے تو
بہت لمبی بات ہو گی زمین کے بعد جو دو سرا مر حلہ ہے زندگی کاوہ وہوا
ہے ۔ ظاہر ہے کو ئی بھی آدمی چا ہے وہ با دشاہ ہو چا ہے وہ سائنس ہو ،چا
ہے وہ فقیر ہو ،دشمن ہو ،دوست ہو بغیر ہوا کے نہیں رہ سکتا زندگی کے لئے

لازم ہے کہ فضاء میں ہوا ہر وقت مو جود رہتی ہے ۔اتنی بڑی چیز جس کے
بغیر انسان زندگی کا تصور ہی نہیں کر سکتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہے اللہ تعالیٰ کو کو ئی بندہ ہوا کے پیسے نہیں دیتا یہ الگ بات ہے کہ آکسیجن
ذخیرہ کر تی ہے ڈاکٹر حکیم کیا معا لجین افراد مر یضوں سے پیسے لے لیں لیکن
اللہ تعالیٰ کو کچھ نہیں دیتے اس کے بعد با رش ہے بارش بر ستی ہے جھلوں میں
پا نی بر ستا ہے زمینیں صحرا ہوتی ہیں پہاڑوں پر بر ف جم جاتی ہے ۔لیکن
اس کا بھی پیسہ اللہ تعالیٰ کو با رش کا بھی پیسہ پو ری نو ع انسانی میں جب
سے دن یا بنی ہے آج تک اور جب تک قیا مت آئے گی جب تک کسی انسان نے اللہ
تعالیٰ کو با رش کے ایک قطرے کا بھی ایک پیسہ نہیں دیا یہ بھی فری ہے اس کے
بعد آپ سو رج پرآجا ئیے ۔ سورج میں اگر تپش نہ ہو دھو پ نہ ہو تو نہ آپ کی
کھتیاں پکے گی اور نہ آپ کو کھا نے کو پھل ملے گا سورج ہے تو گندم ہے سورج
ہے تو سیب ہے، سورج ہے تو فرو ٹ ہے، سورج ہے توسب چیز ہے اگر سورج
نہیں تو کچھ نہیں ا س دھو پ کا پیسہ با لکل آپ اللہ کو نہیں دیتے پھر چا ند پر
آجا ئیے یہ طے ہے اگر چا ند کی چا ندنی نہ ہو تو زمین کے اوپر پیدا ہو نے والی
ہر چیز کڑوی ہو جا ئے اتنی کڑوی کہ آپ زبان پر نہ رکھ سکیں تو چا ند بھی پھلو
ں کے اندر ،گندم کے اندر با جرے کے اندر مٹھا س پیدا کر تا ہے اس کا بھی آپ اللہ
تعالیٰ کو کو ئی پیسہ ہیں دیتے ۔یہ با ہر کی چیزیں کو آپ کے ماحول میں ہو تی
ہیں یہ اب آپ اپنی زندگی میں آجا ئیے انسان کی انسانی زندگی ہر انسان کے
اندر خون دوڑ رہا ہے واریدوں اور شریا نو ں میں خون دوڑ رہا ہے ،دل پمپ کر
رہا ہے ایک منٹ میں 72بار پمپ کر رہاہے کو ئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا ہم
نے دل کی پمپ کرنے کے لئے کو ئی تار ہے کو ئی بجلی ہے کو ئی وہاں سے ہم
حاصل کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا دل پمپ کر رہا ہے ۔آپ کو پتا ہی
نہیں ہے چلے دل کیسے چلتا ہے آپ اس جو ہر سے اس توا نا ئی سے ہی واقف
نہیں ہیں جو توا نائی آپ کو چلا رہی ہے آپ کے دل کو چلا رہی ہے ،نہ صرف
دل کو چلارہی ہے، گر دوں کو چلارہی ہے ،پھیپھڑوں کو چلا رہی ہے،آنتوں کو
چلا رہی ہے ،دماغ کو چلا رہی ہے ہر چیز آنکھ کے اندر اب آپ نے جیسا دیکھا نہ
گھڑی میری نظر سے گو ل کرو ہر چیز آٹومیٹک چل رہی ہے ۔ہر چیز آٹو میٹک
ایک سے دو سری دو سری سے تیسری ہر چیز اس میں آپ چا بی بھر رہے ہیں
وہ چل رہی ہے انسان کے اندر بغیر چا بی کے پو ری مشین ہے پھر آپ جو کچھ
چا ہتے ہیں اگر اس کا تجزیہ کیاجا ئے ہر چیز کی جو بحث اور بنیا دہے وہ سڑ نے
کے علاوہ کچھ نہیں ہے پا نی آپ دیکھیں سڑ جا ئے گا ،کھا نا ہو وہ سڑ جا ئے گا
اس میں کیڑے پڑ جا ئیں گے ،گو شت آپ رکھ دیں اس میں اتنی سڑا ن ہو جا ئے
گی کہ ناک سڑ جا ئے گی اگر صفا ئی ستھرا ئی نہ کر یں تو اس میں وائرس پیدا
ہو جا ئے گا جراثم پیدا ہو جا ئے گے اور پو رے پو رے محلے پو رے پو رے شہر میں
بیمار ہو جا ئیں گے مر جا ئیں گے ۔یہ آپ کے اعضا ء ہیں ہر چیز سڑھی ہو ئی
آپ خود بھی سڑان سے پیدا ہو ئے ہیں لیکن اس سڑان کی بنی ہو ئی پسلی ہم

جو آپ اس میں بدبو نہیں آتی آپ کھا تے بھی ہیں پیتے بھی ہیں بول براز بھی کر
تے ہیں لیکن آپ کو جسم کبھی سڑ تا نہیں ہے اس کے برعکس جب روح آپ کے
اندر سے نکل جاتی ہے تو وہی جسم کچھ دیر بعد سڑ جا تا ہے اور ایسا سڑ جا
تا ہے آپ جو ہیں وہ سب سے پہلے مر نے کے بعد ہر انسان کی زبان پر ایک ہی
نعرہ ہو تا ہے جلدی کرو، جلدی کرو، کیوں جلدی کرو، جلدی کرو، اس لئے جلدی
کروکہ سب جا نتے ہیں جو چیز عبادت کر نے والی تھی وہ جسم سے نکل اپنا جب
وہ چیز جسم سے نکل گئی ہے تو جسم کو سڑ نا ہے پھٹنا ہے اور اس کی سڑان
سے اس کے پھٹنے سے بیما ریاں پیدا ہو جا تی ہیں تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے اندرونی
سسٹم اندرونی نظام بنا یا ہوا ہے مشین بھی چلا رہے ہیں اندر کی بو کو با ہر
نہ آنے دینے کا اس جو ہر کا جو جو ہر اس مشین کے لئے انر بن رہا ہے اس کا
پیسے بھی آپ اللہ کو نہیں دے رہے ہر چیز کی ہر چیز کی سانس آپ لیتے ہیں
آکسیجن آپ کے اندر جا تی ہے فری ہوا آپ کے اندر پھیپھڑے میرے اندر نکال رہے
ہیں فری،زمین کے اندر جتنی بھی چیزیں زمین کے اندر سے پیدا ہو رہی ہیں
مفت ،کو ئی ایسا کر ے گندم آپ لیتے ہیں آپ کہتے ہیں صاحب ہم نے گندم
خریدے خرید کر زمین میں ڈا لا اور اس کے بعد ہم نے کاٹا تو ہ نے پیسے دئے کس
کو پیسے دئیے اللہ کو پیسے دئیے اللہ کو کو ئی پیسے نہیں دیا دو سری بات یہ ہے
کہ اللہ کو زمین سے نکلی ہو ئی ایک جوں کو آپ نے اپنے انسان بھائیوں کو اس
وقت دیا جب پہلے سے گندم کا بیج مو جود تھی اگر پہلے سے اللہ تعالیٰ پیدا نہ کر
تے تو کیسے ہو تا گندم آپ کے پاس تو آپ یہ غور کر یں گے انسان کی پیدا ئش کے
بعد سے زندگی موت کا واقفہ آپ تلا ش کر یں گے جتنی آپ کی ضروریات ہیں
سب کی ایک حا لت ہے لیکن ہر چیز آپ کو مفت مہیا کی جا تی ہے پیغمبران
علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی تعلیمات ہیکہ ہر انسان جو پیدا ہو گیا اس کا راز
ہے ا نا اللہ یرزخو ...اللہ تعالیٰ جو تمہیں رزق فراہم کر رہا ہے وہ بغیر انصاف
کے اگر آپ کے اوپر یہ پا بندی لگا ئی دی جا تی کہ اتنی دفعہ اللہ کہو گے تو
سانس لے سکتے ہو تو دنیا اندھیر ہو تی دنیا میں ہر آدمی اللہ اللہ ہی کر تا
رہتانہ یہاں رو نق ہو تی ،نہ یہاں بچے ہو تے، نہ یہاں شا دیاں ہو تی ،نہ یہاں
گھر بنتے ،نہ یہاں فیکٹریاں بنتی ،تو پیغمبروں کی طرز فکر یہ ہے انسان کا کفیل
اگر کو ئی ہے تو اللہ ہے رب ہے تو اللہ ہے انسان کو پورٹیکشن دینے والی
ساخت اگر کو ئی ہے تو اللہ ہے ، کیوں کہ پیدا ئش کے مرا حل کے آپ دیکھتے ہو
ئے ،بچپن کے مرا حل کے آپ دیکھتے ہو ئے ،جوانی کے مرا حل کو دیکھتے ہو ئے ،بو
ڑھا پے کے مرا حل کو دیکھتے ہو ئے ،ایک ہی بات کہنی پڑتی ہے پروٹیکشن جو
ہے وہ اللہ ہے اب اس کا مطلب یہ ہی ہو اکہ ہمارا را بطہ برا ہ را ست اللہ
کے ساتھ ہے ہم ما نے یا نہ ما نے را بطہ ہمارا اللہ سے ہے پیغمبربتا تے ہیں کہ
تمہا را را بطہ اللہ کے ساتھ ہے اللہ ہی تمہارا محا فظ ہے، اللہ ہی تمہا را
نگرہ ہے ،اللہ ہی تمہارا رب ہے، اللہ ہی تمہیں رزق دینے والا ہے اس لئے جو
کچھ تم کرو کیوں کہ تمہا ری بنیا داللہ ہے اس لئے پہلے اللہ سامنے ہو گا پھر

آگے یہ پیغمبروں کی طرز فکر ہے اور اسی کو حضور پاک ﷺ نے فرمایا
الفخروالالفخر...فخر کا مطلب یہ ہے کہ ا نسان کا االلہ کے ساتھ ایسا را بطہ
قائم ہو جا ئے کہ وہ کچھ بھی کرے کا رو بار کرے ،کھیتی با ڑی کر ے ،رشتہ دا ری
نبھا ئے ،اس کا را بط اللہ سے اس طرح نہ ٹوٹے آپ کے سامنے کیسے ممکن ہے یہ
ایسے ممکن ہے زندگی کا کو ئی بھی کام ہم کر تے ہیںسانس سے را بطہ ہمارا
رہتا ہے زندگی کا عملی ڈھونڈتے رہے جا ئو ہمارے اندر سانس کے عمل ہے اور
سانس کا یہ اندر جا نا سانس کا یہ با ہر آناآپ چلتے ہیں جب بھی قائم ہے ، آپ
بیٹھیں ہیں جب بھی قائم ہے ، آپ کی رشتہ داری ہے جب بھی قائم ہے ، کھا
ناکھا رہے ہیں جب بھی قائم ہے ، عبادت کر رہے ہیں جب بھی قائم ہے ، کا
روبار کر رہے ہیں جب بھی قائم ہے ، اور اگر یہ سانس کا سلسلہ ٹوٹ جا ئے تو
اب نہ رشتہ داری ہے ،نہ کا رو با ر ہے ،نہ بیوی ہے نہ بچے کچھ بھی نہیں تو
جس طرح سانس کا تعلق آپ کے سامنے ہر وقت قائم ہے سوتے ،جا
گتے ،اٹھتے ،بیٹھتے اسی صورت میں اللہ کے ساتھ بھی تعلق قائم ہے یہی وہ فکر
ہے جس کو فقیری کہتے ہیں اگر یہ کسی انسان کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے وہ
کچھ بھی ہو سکتا ہے فقیر نہیں ہو سکتا میں نے حضور قلندر بابااولیا ء سے ایک
با ر عرض کیا کہ حضور سارے کی اللہ والے ہیں ،سارے کی مر ید ہیں اللہ
کے ،سارے ہی غوث الکتب پتا نہیں کیا کیا ہیں تو کیا کہا جا سکتا ہے کو ن کیا
ہے مشیت تو ہے نہیں سمجھنے کی تو کیسے آخر پر کا جا ئے تو انہوں نے فرما
تاپارکنے کی ضرورت ہی کیا ہے میں نے ایسے ہی کہا حضور پر کنے کی امتحان
نہیں ہے ایک آدمی واسطہ اختیار کر نا چا ہتا ہے پیغمبروں کی طرز فکر حاصل
کر نے کے لئے ایک واسطہ اختیار کر نا چا ہتا ہے تو ظا ہر ہے اسے ایک استاد کی
بھی ضرورت ہے گرو کی بھی ضرورت ہے سب چیزوں کی ضرورت ہے کیسے
اس راستے کا تعین کر ے کہ کے استاد اسے پار لگا دے انہو ںنے فر مایا ہاں یہ بات
تم نے صیحح کی ہے اور یہ کہا گیا کہ کسی بندے کی صحبت میں تم پندرہ منٹ
بیٹھ جا ئو امتحان میں مت بیٹھو اگر پندرہ منٹ میں با رہ منٹ تمہارا ذہن اللہ
کی طرف نہ جا ئے تو وہ بندہ کام کا ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ٹھیک
ہے اس کو اس کا کام کر نے دو تم اپنا کام کرو دیکھئے بات یہی ہے کہ طرز فکر
میں اگر اللہ بس گیا ہے تو آپ جب تک اس بندے کے پاس بیٹھیں گے تو وہاں اللہ
کے علاوہ آپ کوکچھ چیز نظر نہیں آئے گی ۔جب انسان کی یہ طرزفکر ہو جا تی
ہے تو یعنی الفکرو الفکر...حضور پاکﷺ نے فرمایا مجھے فخر پر فخر ہے اس طرز
فکر کو حضور نے اس فخر کو مجھ سے آشنا کر ویا امت سے تو جب آپ کے ذہن
میں یہ بات آجا ئے گی ہر چیز تو اللہ کر رہا ہے تو پیدا بھی اللہ نے کیا ،ماں کے
پیٹ میں نو مہینے تک اللہ ہی نے غذا فراہم کی ماں تو بھئی روٹی پکا کر نہیں
کھلا تی ماں اپنے پیٹ میں بچے کو دودھ بھی نہیں پلا تی وہ ایک سسٹم ہے اللہ کا
اللہ نے ماں کے پیٹ میں نو مہینے تک بچے کا ایسا غذائی انتظام کیا کہ بچے وہ غذا
کھا تا رہتا ہے اور اس کی نشوونما اسے دیتی ہے اگر غذا میں کمی ہو جا ئے بچے

کمزور پیدا ہو تا ہے جس طرح کسی بڑے آدمی کی پہلوان کی آپ غذا بند کر دیں
اس کی شریر ہی کمزور ہو جا ئے گا ۔پھر ابھی بچے پیدا نہیں ہو تا ماں کے
سینے میں اللہ تعالیٰ دودھ بھر دیتا ہے اس میں ماں نے کیا کام کیا ؟ماں کے سینے
میں جو دودھ بھر گیا اس میں ماں کا کیا عمل داخل ہے بتا ئو ماںکا کو ئی عمل
داخلہ نہیں ہے یہ بھی اللہ ہی کا نظام ہے پھر ماں کے دل میں ایک ایسی ممتا
ڈال دی اللہ نے وہ انسان کی ماں ہو ،بکر ی کی ماں ہو ،بھیڑکی ماں ہو ،کبوتر
کی ماں ہو، کو ئی ماں ہو اس ماں کے دل میں اللہ نے ایک ایسی ممتا ڈال دی
ہے کہ ماں بچے کے اوپر خود کو نثار کر دیتی ہے ۔اور ہر کابچے کا اپنے اوپر اس
طرح لا زم کر لیتی ہے کہ ہر کام بچے کا خود کر ے نہ وہ تھکتی ہے نہ وہ بچے
سے بیزار ہو تی ہے ۔ایسا لگتا ہے ماںہے ہی نہیں بس بچے بچے ہے یہاںہم سب
اپنی مائوں سے پیدا ہو ئے ہیں ہمارا سب کا تجربہ ہے ۔پھر ہمارے بھی بچے ہیں
ہم نے ان کو بھی دیکھا ہے وہ ان کی ماں کی ممتا سے آپ سب لوگ واقف ہیں
تو اگر اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں ممتا نہ ڈالے تو کیا ہم چھوٹے چھوٹے بچے نا قابل
تذکر ہ چھ چھ ساتھ فٹ کے نو جوان ہو سکتے ہیں ۔طاہر ہے نہیں ہو سکتے تو
یہ بھی اللہ کی طرف سے ماں کے دل میں ممتا ڈال دی ہے ۔اب یہاں بھی اللہ
تعالیٰ ہی سامنے آتا ہے اللہ تعالیٰ کو کنڈیشن دیا ماں کے دل میں ممتا ڈال دی
تو جب سب چیز اللہ ہی کی طرف سے اور پھر اللہ کو نہ ما نا جا ئے نہ جا نا جا
ئے اللہ کو اہمیت نہ دیجا ئے تو ظا ہر ہے وہ ظلم کے علاوہ کچھ نہیںو ہ نو ع
انسانی کی جو مثبت ہے نو ع انسانی کی کو سزا ہے جو بہ سکونی ا و رپر
یشانی کی وجہ ہے وہ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس ذات کو تو چھوٹ دیا ہے جس
ذات نے ہمارے لئے سب کچھ فرا ہم کیا ہم نے اس ذات کو پیچھے چھوڑ دیا یہ اس
کی مثال یوں ہے کہ ایک با پ ہے ایک بیٹا ہے ایک باپ نے بیٹے کے لئے سب ہی
کچھ کیا اپنی آخرت بھی خراب کر لی اب بیٹا کہتا ہے ابا کچھ نہیںابا کو چھوڑو ان
کی دو لت کو استعمال کر تا ہے ابا کے بنا ئے ہو ئے گھر میں بھی رہتا ہے ،ابا کی
دی ہو ئی گا ڑی میں بھی سفر کر تا ہے اور جب با پ کا تذکرہ آتا ہے باپ کچھ
نہیں دو لت ہے بس کیا نوع انسانی کی پوری ایک تا ریخ میں کوئی انسان اس
بات کو تسلیم کر سکتا ہے جب کہ فی العمل انسان کاعمل اللہ کے ساتھ نہیں
ہے کہ اللہ کی د ی ہو ئی ہر چیز کو استعمال بھی کر تے ہیں اللہ کی دی ہو
ئی ہر چیز پر فخر بھی کر تے ہیں اللہ کی دی ہو ئی حاصل کی ہو ئی چیز اس
پر گھر بی بنا تے ہیں،اس میں کھیتی با ڑی بھی کر تے ہیں اس میں فیکٹریاں بھی
لگا تے ہیں لیکن جب جس اللہ نے یہ زمین دی جس اللہ نے یہ زمین کے اندر وہ
لو ہا بنایا ہے جس لو ہے سے مشین بھی بنتی ہے اور مشین سے فیکٹریاں قائم
ہو تی ہیںاس اللہ کا کو ئی تذکر ہ نہیں مشین کا بھی تذکر ہ نہیں فیکٹری کا
بھی تذکرہ نہیں کہ صاحب یہ بڑے آدمی ہیں ان کی فیکٹری ہیے بڑے کروڑ پتی
بڑے آدمی ہیں ان کی میلیں لگی ہو ئی ہیں ہ سوال یہ ہے کہ میل کہا لگی؟
اللہ کی زمین پر لگی ۔اللہ کی زمین سے نکلے ہو ئے لو ہے سے مشین بھی بنی

لو ہا مفت اس مشین پر جو میٹریل لگا ہوا ہے وہ یہی ہے پلا سٹک ہے وغیرہ
وغیرہ اس کا کو ئی پیسہ نہیں دیا مفت تو کتنا عذاب ہے اور کتنی بڑی جہا لت
ہے یہ کہ جو ہستی سب کچھ دے رہی ہے یعنی آپ کسی با دشاہ کی یہاں
مہمان ہو وہ با دشاہ آپ کو محل میں رکھتا ہے وہاں نوکر چا کر بھی ہیں سب
کچھ ہے کھا نا ،پینا بھی ہے عیش ویش بھی ہے ضرورت کا ہر سامان آپ کو
وہاں مہیا کر تے ہیں ؤپ کہتے ہیں محل بھی ٹھیک ہے نو کر چا کر بھی ٹھیک ہے
کھا نا پینا بی ٹھیک ہے لیکن یہ جو میزبان ہے بادشاہ اس کی کو ئی اہمیت نہیں
ہے ہکیا وہ با دشاہ آپ کو پسند کر ے گا ؟کیا آپ اس محل میں رہے سکتے
ہیں ؟اس کے با وجود یہ تجربہ انسانی تجربہ ہے کہ آپ نہیں رہے سکتے لیکن
اللہ تعالیٰ اتنا رحیم وکریم ہے کہ آپ اس کی نعمتوں کی نا شکری کر یں کفران
نعمت کر یں آپ اس کو ما نے یا نہ ما نے آپ کفران نعمت پر یہاں تک پہنچ جا
ئیں گے کہ اللہ تیری تو بن جا تا ہے کو ئی کا فر بن جا تا ہے کو ئی کچھ بن جا تا
ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ا س کو زمین کم کرتا ہے نہ اس کا پا نی بند کر تا ہے۔
پیغمبر علیہم الصلوٰ ة والسلام اور سیدنا حضور علیہم الصلوٰة والسلام کی
تعلیمات ہیں کہ چوں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ ہے اللہ تعالیٰ نے ہی وسائل
فراہم کئے ہیں ہاللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی
چیزوں پر کو ئی بھی استعمال خوش ہوکر کھا ئے ہاچھا لباس اچھے گھر میں
لیکن ذہن میں یہ بات ہو نی چا ہئے یہ اللہ کا دیا ہوا ہے جب آپ کے ذہن میں
یہ بات ہو گی کہ اللہ کا دیا ہواسب کچھ ہے سب کچھ ہے تو یہ طرز فکر
پیغمبروں کی ہے اسی طرز فکر کو فقیری کہا جا تا ہے یہ ہی فخر ہے اور جب
انسان اس طرز فکر سے یعنی فقیری سے یا فخر سے آشنا ہو جا تا ہے تو ظا ہر
ہے پھر دیکھئے گا بھئی پیدا بھی اللہ نے کیا روٹی بھی مجھے اللہ ہی کھلا رہا ہے
میرے جسم کے اندرجو مشین ہے وہ بھی اللہ ہی چلا رہا ہے ہاگر میں بیمارہ پڑ
جا تا ہوں تو اللہ ہی صحت مند کر تا ہے اگر میں بھو کا ہوں تو اللہ میاں مجھے
کھانا کھلا تے ہیں تو جب بار بار اپنی زندگی سے متعلق احسانا ت اللہ کے آپ کے
سامنے آئیں گے جب آپ کے ذہن میں یہ بات آجا ئے گی تو اللہ تک رسائی حاصل
ہو نی چا ہئے تو آپ یاملاان لوگو ں کو تلاش کر یں گے کہ جن لوگوںنے اللہ کو
دیکھا ہے ہاور وہ فخر آپ کے سامنے ہے ہیہ تو ہو ئی فقیری اب دو سری چیز
ہے پیری اب پیری کیا چیز ہے طور جو ہے وہ سب وہ لوگ ہو تے ہیں جو جیسے
با دشاہ کا جو تما شہ بن جا تا ہے۔ یعنی زمیندار کا کمندار بن جا تا ہے اسی
طرح فقیر کا پیر بن جا تا ہے اب یہ ضروری نہیں ہے اگر فخر جو ہے وہ اولاد
میں ہی منتقل ہو ایسا بہت کم ہو تا ہے کا ئنات میں فخر منتقل ہوا ہو اولاد
میں پیڑی تو منتقل ہو جا تی ہے فخر جو منتقل ہو تا ہے لیکن بہت کم تو پیر آپ
کہہ لیجئے جو آپ کی گدی پر بیٹھنے سے فقیر آجا تا ہے اور اپنی بات کی لوگ
طرز فکر حاصل کر نے والے بندے کو جو رسول اللہ ﷺ کے باپ کو منتقل ہو اگر وہ
فخر اولاد کو منتقل ہو تی ہے فخرا ...اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور پاک ﷺ کی

طرز فکر کو اپنا نے کی تو فیق دے ۔مشکل نہیں ہے کو ئی مشکل نہیں ہے بس
اتنا سا کام کر نا ہے جو نعمت آپ کو اللہ نے دی ہیں آپ اس نعمت پر اللہ کا
شکر ادا کر یں بس پا نی پئیں تو ا للہ سے کہہ کر میں پا نی پی رہا ہوں ،رو ٹی
کھا ئیں تو یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمارا پیٹ بھرا ،اولاد ہو یا اللہ تیرا شکر ہے
تو نے ہمارا دل ٹھنڈا کیا تو نے اولاد دی ،شادی ہو یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں
بیوی دی ،یا اللہ تیرا شکر کر یا اللہ تیرا شکر تو یہ اصل میں عادت ہو تی ہے
طرز فکر ہو تی ہے پر یکٹس ہو تی ہے اور اسی طرز فکر کی پر یکٹس کے لئے
پہلے زمانے میں خانقائی نظام ہو تے تھے لوگ جا یا کرتے تھے مہینوں
مہینوں ،سالوں سالوں اپنے استاد کے پاس اپنے مر شد کے پاس قربت سے طرز
فکر جو ہے کر تے تھے اب دیکھئے نہ رسول اللہﷺ کی طرز فکر جو صحابہ اکرام
کومنتقل ہو ئی اس کا درجہ اپنی جگہ ہے اب صحابہ اکرام سے تعابعین کو طرز
فکر منتقل ہو ئی صحابہ اکرام کا اس کا درجہ اپنی جگہ ہے ۔اور تعابعین سے جو
طرز فکر رسول اللہﷺ کو صحابہ اکرام سے ہو کر منتقل ہو ئی اب یہ تعلیم کا
درجہ با لکل الگ ہے ۔تو یہ درجہ بندی اس بنیاد پر ہے کہ قربت سے دوری ہو
تی ہے تو قربت کے بغیر جو طرزفکرجو ہے منتقل نہیں ہو گی ۔کتابوں کے مطا
لعہ سے ،تحریروں سے انسان کو را ستہ تو ضرور ملتا ہے لیکن صیحح طر ز فکر
اسی وقت منتقل ہو تی ہے جب انسان اپنی زندگی کے اندر ایسی طرح داخل کر
لیتا ہے کہ اس کا وہ اڑنا بچھونا بن جا تا ہے اور پیری کا جہاں تک تعلق ہے ظا
ہر ہے پیر صاحب کی اولاد یں باعث اکرام ہیں اس میں اللہ رسول اللہﷺ کا نام
بھی لیا جا تا ہے کھا نا پینا بھی ہو تا ہے سب ہی کچھ ہے ۔ لیکن فقیری جو ہے
وہ فقیری کے پاس جب آپ جا تے ہیتو فقیری سے آپ کو رزق کے علاوہ کو ئی
چیز یوم توقع نہیں کر نی چا ہئے ۔اب دیکھئے یہ تو فقیر ہے دنیا داری میں ،دوکھ
درد میں آدمی شریک ہو تا ہے لیکن آپ کو یہ توقع ہو نی چا ہئے کہ اس فقیر
کی جو فکر منتقل ہو فقیر کا جو اللہ کے ساتھ را بطہ اور تعلق قائم ہو وہ آپ
کے اندر ہو اب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فر مایا وفی انفسکون ...یہ طرز فکر
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہارے اند ر ہر انسان کی اندرطرز فکر ...تم مجھے
دیکھتے کیوں نہیں ؟اب ہماری طرز فکر یہ ہے کہ ساتھ آسمانوں پر عرش ہے
عرش پر کر سی ہے وہاں اللہ میاں بیٹھے ہو ئے ہیں اللہ میاں کہتے رہتے ہیں
وفی فسکون ...میں نے تمہارے اندر ہو ں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ؟بات یہ ہے
کہ اگر ہماری طرز فکر میں پیغمبران علیہم الصلوٰ ۃ والسلام پیدا ہو جا تے تو
ہمیں اللہ میاں بھی اندر نظر آئیں ،عرش بھی اندر ہی نظر آئے گے اور آسمان
بھی اندر نظر آئے گے اور اگر ہماری طرز فکر میں اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل
نہیں ہو ئی تو ظاہر ہے وہ دوری ہو جا ئے گی اسے کو ئی نہیں کر سکتا ۔
فقیری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی طرز فکر حاصل ہو جا ئے جو قرآن سے
متعلق ہوجو انبیا ء علیہم الصلوٰ ۃو السلام کی ہدایت سے متعلق ہو اورجو
پچھلی جتنی بھی کتا بیں نا زل ہو ئی ہیںاللہ تعالیٰ نے فرمایا نحن اقرب ... میں

تمہاری جان سے زیادہ قریب ہو ں ۔لیکن جو چیز ہماری جان سے زیادہ قریب
ہے وہ نظر کیوں نہیں آتی ؟کبھی آپ نے سو چا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں
تمہاری جان سے زیادہ قریب ہوں تو جان تو ہمیں نظر آتی ہے ہم دیکھ رہے
ہیں چل رہے ہیں پھر رہے ہیں تو جو چیز جان سے قریب ہے وہ چیز کیوں نہیں
نظر آتی ؟آنی چا ہئے نہ اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں جہاں تم ایک ہو وہاں میں
دوسرا ہوں جہاں تک دو ہو وہاں میں تیسرا ہو نتو اس کا مطلب یہ ہے جب
میں ایک ہو تو میرے برابر میں اللہ بیٹھا ہوا ہے ،جب میں دو ہوں تو تیسرا اللہ
بیٹھا ہوا ہے نظرکیوں نہیں آتا ؟ اللہ نے کہا ہے انسانی گفتگو نہیں قرآن قرآن
ہے جہاں تم ایک ہو وہاں میں دو ہوں ،میں تو تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب
ہوں ہمیں نے تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں ؟بات یہ ہے
کہ ہم نے غوروفکر کا ابھی چشمہ نہیں پہنا جو پیغمبروں کی طرز فکر ہے اللہ
کو دیکھنے کی اللہ کو سمجھنے کی اللہ کو جاننے کی اللہ سے با تیں کر نے کی اس
کا ایک چشمہ ہے وہ چشمہ ابھی ہم نے پہنا نہیں ہے تو فخر یہ ہے ایسا چشمہ
آدمی کی آنکھوں پر پٹی ہو جا تا ہے یا ایسا ہو جا تا ہے جب اللہ کی ارشاد کے
مطا بق جب وہ اکیلا ہو تا ہے تووہ کہتا ہے دوسرا اللہ ہے جب وہ دو ہو تا ہے
تو کہتا ہے تیسرا اللہ ہے جب وہ زندگی سے متعلق فخر کر تا ہے تو کہتا ہے اللہ
تو میری جان سے بھی ز یادہ قریب ہے میں نے دیکھ لیا جب اپ نے اندر کے جھانکتا
ہے تو کہتا ہے اللہ تو اندر بیٹھا ہوا ہے وفی الفسکون ...تو یہ تو یہاں تک مجا
ہدہ نماز، رو زہ،حج ، زکوٰۃ یہ بھی طرز ہے اگر آپ ان کی حکمت کر یں گے تو
ان سب کا مطلب یہ ہوا کہ یہ پر یکٹس ہے ایسی پریکٹس جس کو پریکٹس کر
کے ہر انسان انبیا ء کی طرز فکر کے قریب ہو جا تا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
انبیا ء کی طرز فکر اسے حاصل ہو جا تی ہے چا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اندر
دیکھتا ہے یہی فخر ہے یہی پیغمبروں کی طرزفکر ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 94

Track 2

Time 24:50

۲۔رمضان میں حواس کی رفتا ر 60,000گنا کیسے کی جا سکتی ہے ؟

رمضان کے مہینے کے مطا بق میں کچھ عرض کر تا ہوں،ہر انسان جس کو بھی
اللہ نے پیدا کیا ہے اس کے اوپر بے شمار انعامات نا زل کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر
اسنان کے لئے ایسا ایک نظام بنا دیا ہے وہ چاہے کچھ کر ے یا نہ چا ہے کچھ نہ کر

ے زندگی کے کو اسباب ہیں اور زندگی کے جو وسائل ہیں وہ سب فراہم ہو تے
ہیں اب جیسے ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ ہوا چلا تے ہیں گر می اگر ہے تو سب کے لئے
ہے اور یہ نہیں ہے اگر صاحب کو ئی آدمی گنا ہ گار ہے اس کے اوپر پا نی بند کر
دے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت الحمد اللہ ...اللہ تعالیٰ جو ہیں وہ عالمین کے رب ہیں
مسلمانوں کے رب نہیں ہیں الحمد اللہ رب العالمین ...ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی
نہیں کہا رب المومنیین ...رب العالمین ...رب عالمین میں مسلمان بھی ہیں اللہ
کے دو ست بھی ہیں اللہ کے دشمن بھی ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو ما
نتے ہی نہیں ہیں ۔لیکن خود اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنا یا ہے کہ اب وہ جو
ربوبیت جو ہیں وہ سب عالمین کے لئے اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو رو زی فرا ہم
کر تے ہیں اب دیکھئے با رش بر ستی ہے آپ نے دیکھا ہو گا تو با رش کچی زمین
میں بھی بر ستی ہے،با رش کچڑ میں بھی بر ستی ہے،با رش پتھر میں بھی بر
ستی ہے،با رش ایسے درختوں میں بھی بر ستی ہے جن پر تھوڑے پھل لگے ہو ئے
ہو تے ہیں ،اوربا رش ایسی جگے بھی بر ستی ہے جہاں کا نٹوں کے علاوہ کچھ
نہیں ہو تا ،با رش جب بر ستی ہے رحمت سے تو وہاں وہ رحمت اس بات کی
تخصیص نہیں کر سکتے کہ انہیں کچڑ میں نہیں بر سنا چا ہئے یا کیا کہتے ہے
پہاڑ پر کو ئی پتھر پر بر سی تو کیا ہو گا پا نی بہہ جا ئے گا کو ئی فا ئدہ ہی
نہیں ہے با رش ہر جگے بر ستی ہے ۔اب یہ ہے کہ جہاں کھیتی ہو گی با رش
کا فا ئدہ وہ گا وہاں لگے ہا تھوں کھیت بھی بنے گے ،درخت بھی لگے گے ،پو دے
بھی لگے گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ جو کائنات بنا ئی اس کا ئنات میں جتنی بھی
مخلوق پیدا کی اس ،میں انسان ہی نہیں سب مخلوق درندے ،پر ندے ،حشرات
العرض ،جنات سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے زندہ رہنے کے وسائل فراہم کئے ۔اب
اس میں انسان اور حیوان دو نوں برا بر ہیں ۔اب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں
انسان کو افضل مقام عطا کیا آدم کا انتخاب کیا بحیثیت نیا بت اور خلا فت کے تو
آدم کو جب اللہ تعالیٰ نے ممتا ز کیا تو آدم کے لئے ایک قانون یہ بنا ایک قانون بنا
اس لئے تا کہ دو سری پھیلی ہوئی تمام مخلوق سے ممتا ز ہے جب ممتاز ہو نے
کا مسئلہ آیا تو وہاں پر ظاہر پہلے ایک قانون بنا اس قانون کی سمجھدا ری کے
لئے اس قانون کی مٹھا س کے لئے اس قانون کو منتقل کر نے کے لئے اور قانون کو
پھیلا نے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو سلسلہ شروع کیا اور ان کو خود پڑھا یا
اب دیکھئے بڑی عجیب بات یہ ہے پیغمبروں کے استاد نہیں ہو تے ایسا نہیں ہے
کبھی نہیں آپ نے سنا ہو گا کہ بھئی حضرت عیسیٰ کا فلانااستاد ہے حضرت
موسیٰ کا فلا نا استاد تھاحضرت ابرا ہیم علیہ السلام کا فلا نا استاد تھا بلکہ ان
لو گوں نے تو اپنے خاندان کے جو بڑے تھے ان کی مخالفت کی حضرت ابرا ہیم
علیہ السلام اور حضرت اسما ئیل علیہ السلام کے والدکے حکم مانتے تھے ان کی
شان تھی کہ ایک آدم کے بنا ئے ہو ئے بتوں کو اس زمانے کے با دشاہ معبود بنا کر
پو چھتے تھے ۔کیا ٹھکا نہ عظمت کا دنیا وی نقطہ نظر سے آپ دیکھیں جس بندے
کی بنا ئی ہو ئی مر تیوں کو با دشاہ پو چھتے ہیں اس کی دنیا میں کیا منزلیت

ہو گی کیا مقام ہو گا کیا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بیٹے انہوں نے
کہا صاحب آپ یہ جو بت بنا رہے ہیں یہ تو مکھی بھی نہیں اٹھا سکتے تو آپ
کیوں اس کی پرستش کرر ہے ہیں جو نہ سن سکتا ہو،نہ دیکھ سکتا ہو ،نہ
مکھی ما ر سکتا ہو مقصد یہ ہے کہ انہوں نے ایسی صورت سے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو آپ دیکھئے حضور مو سیٰ علیہ السلام کو بھی آپ دیکھئے اب کا
بنا یا ہوا جو قانون تھا حضرت مو سیٰ علیہ السلام نے اس کی مخالفت کی تو
حضور ﷺ تشریف لا ئے اب وہاں مکہ میں ان کا جو خاندان یا قبیلہ یا اہل عرب
قریش تھا جو مذہب تھا اور انہوں نے اس مذہب کی بنیا دپر جو خانہ کعبہ میں
تین سو ساٹھ بت رکھے اتنے خاص نہیں ہیں لوگوں نے کہا آپ یہ نہ کہیے آپ
ہمارے آبا ئو اجداد کے مذہب کو برا نہ کہیے ہم جو آپ کہیے وہ کر یں گے یہ نہیں
کر یں گے ظاہر ہے اب آپ کے سامنے حضور پاک ﷺ کی زندگی ہے کیسی کیسی
تکلیفیں ،کیسی کیسی اذایتیں حضور کو اہل عرب نے دی انتہا ء یہ ہے کہ پتھر
مارے لہو لو ہان ہو گئے ہپیر مبا رک سے اتنا خون بہا کہ جو تا بھر گیا کو ڑے بر
سا ئے گئے سجدہ کی حالت میں اونٹ کی اوجڑی رکھی گئی انتہا ء یہ ہے مکہ
بھی چھوڑنا پڑا وطن بھی چھوڑنا پڑا لیکن حضور نے اللہ تعالیٰ کا جو مشن نہیں
چھوڑاوحدنیت کا مشن جو ہے حضور نے تبلیغ کی اور اس میں تلقین کی جتنے بھی
پیغمبر علیہم الصلوٰ ۃ والسلام تشریف لا ئے انہوں نے دراصل ان تعلیمات کا پر چا
ر کیا جو خا لق مخلوق سے چا ہتی ہے اللہ تعالیٰ بحیثیت خا لق سے اپنے مخلو ق
سے جو چا ہتے ہیں وہ پیغمبروں نے بتا یا اور کہا ایک لا کھ چو بیس ہزار پیغمبر
ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کیوں کہ آدم نا ئب اور خلیفہ ہے ۔ کیونکہ اللہ
تعالیٰ نے آدم کو یہ عظمت عطا کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کو ئی ہے تو
وہ آدم ہے یعنی جعلون فی الارض خلیفہ ...آدم کو اللہ تعالیٰ نے علم لاسماء
سیکھا یا فرشتوں کے سامنے پیش کیا فرشتوں نے اطراف کیا اب جو آدم کو علم
عطا کر دیا وہ ہم جا نتے ہی نہیں ہے تو اس خصوصی علم کو ظا ہر کر نے کے
لئے نمایاں کر نے کے لئے آدم کی عظمت کو بڑھا نے کے لئے اللہ تعالیٰ نے علم
سیکھا یا تا کہ آدم کی اولاد اس قانون پر عمل کر سکے دو سری مخلوقات سے
اور حیوانات سے ممتا ز رہے ہتو یہ جو ہمارے زندگی میں جو ارکان ہیں یہ سارے
وہی ارکان ہیں اب مثلاً یہ عبادت کر نا اب عبادت تو سارے کر تے ہیں اب زمین
کے اوپر کو ئی چیز ایسی نہیں ہے جو عبا دت نہیں کرتے پر ندے بھی عبا دت کر
تے ہیں ،درخت بھی عبا دت کر تے ہیں زمین کا ذرہ ذرہ عبا دت کر تا ہے لیکن
جب انسان کی عبا دت کاتذکر ہ آتا ہے تو اس کے ناپاک ہے وہ ساٹھ سال سے
نہاں دھو یا ہو ،وضو سے ہو یا جس جگہ عبا دت کر رہا ہو وہ جگہ پاک ہو یا
جس کپڑوں سے عبا دت کر رہا ہے وہ کپڑے صاف ہو ایسی صورت سے پھر
ارباب بن ائے کہ بھئی کسی چیز اس لئے کسی کا حق نہ ما را جا ئے اب بکر ی
ہے اب بکر ی عبا دت تو کر تی ہے اللہ کی لیکن بکر ی کو یہ پتا نہیں ہو تا چو
ری بھی کو ئی چیز ہو تی ہے جہاں دل چا ہے منہ ما رلیتی ہے کھا لیتی ہے

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو یہ بتا یا یہ کہ انسان وہی انسان ہے کہ
جو ان قوانین کے مطابق عمل کر تا ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے
انسانوں کے لئے مخصوص کئے اور یہ وہی علوم ہیں یا وہی قانون ہیں جس
قانون کی وجہ سے انسان کی عظمت ظا ہر ہو تی ہے اور جس قانون پر عمل
ردا مد انسان تمام مخلوقات سے ممتا ز ہو جا تی ہے ۔اب اس میں عبا دت کا
قانو ن آیا اب دیکھئے پھر وہی با ت بسم ربک...عبا دت کر و اللہ کی سورج نکلنے
سے پہلے اور غروب ہو نے سے پہلے اور اللہ نے یہ بھی کہا بھئی فر شتے بھی عبا
دت کر تے ہیں ،کبو تر بھی عبا دت کر تے ہیں اور پر ندے بھی عبا دت کر تے
ہیں ،لیکن انسان کے لئے یہ ضا ئع عمل ایک را بطہ انسان کا ایک مسئلہ کہ
صاحب پا نچ لا کھ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حا ضر ہو نا چا ہئے پھر یہ
کہ نماز کس طرح ادا کی جا ئے ،زکوٰۃ کس طرح قائم کی جا ئے ،اور یہ کہ نماز
خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ ہے جو واسطہ اگر قائم ہو جا ئے
جو را بطہ قائم ہوجا ئے تو بندے اللہ کے ساتھ را بطہ قائم ہو جا تا ہے اور وہ
اللہ کے قریب ہو جا تا ہے ۔بندے کا اللہ سے ایک ایسا تعلق ہو جا تا ہے کہ بندہ
اللہ کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح ایک بندہ ایک بندے کو دیکھتا ہے یہ ایسا
نہیں ہے کہ یہ لوگ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے اللہ کو کیسے نہیں دیکھ سکتے اللہ
کو تو ہم وہاں دیکھیں گے علم ارواح میں دیکھ چکے ہیں جب اللہ نے الست
البربکم ...کہا تو ہم نے کہا قالوابلی ...جی ہاں ہم نے آپکو دیکھ لیا ہے سمجھ
لیا ہے آپ ہی ہمارے رب ہیں اس با ت سے اقرار کر تے ہیں ہم تو پہلے سے اللہ
کو دیکھ کر اللہ کا دیدار کئے ہو ئے ہیں ۔سب اس سے وہ عمل مادیت کا ہے تو
مادیت کی بنیاد پر بھی ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ کو دیکھ سکتے
ہیں اب بھئی ما دی پر دہ آپ ہٹا دیں تو اللہ کو دیکھ لیں گے ۔اب یہ بھی کہ
صاحب اللہ کو کو ئی نہیں دیکھ سکتا لیکن مر نے کے بعد اللہ کو دیکھ سکتے ہیں
ارے بھا ئی تو مر نے کے بعد جب تک انسان زندہ ہے روح ہے تو ہم زندہ ہیںروح
نہیں ہے تو آدمی مر گیاتو اگر مر نے کے بعد کوئی چیز اللہ کو دیکھ سکتی ہے تو
اس کی روح دیکھ رہی ہے تو روح تو ہماری زندگی ہے روح تو ہماری حر کا ت
ہے اگر ہم اس دنیا میں ما دی دنیا میں رہتے ہو ئے اپنی روح کا اجراک حا صل
کر لیں اپنی روح کو پہچان لیں ...اپنے تسقیہ نفس کو پہچان لیں یہ اپنے آپ کو
پہچان لیں تو روح تو اللہ کو دیکھ ہی چکی ہے یہ بات صیحح ہے کہ مادی آنکھ
اللہ کو نہیں دیکھ سکتی لیکن روح تو اللہ کو دیکھ سکتی ہے ...کو ئی ّآآنکھ اللہ
کو نہیں سیکھ سکتی ہے لیکن اللہ جب چاہتا ہے تو آنکھ دیکھ لیتی ہے یعنی روح
روح جو ہے اس نے تو اللہ کو پہلے ہی دیکھ لیا ہے ہیے جو ہمارے لئے قانون بنے
ہیں اس لئے بنے ہیں تا کہ ہم حیوانات سے اور دو سری مخلوق سے ممتاز ہو جا
ئیں اس میں حج بھی ہے ،اس میں نماز بھی ہے ،اس میں روزے بھی ہے دو سری
بات جو بہت زیادہ غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا جب ہم مطا لعہ کر تے
ہیں تو اسلام کا کو ئی بھی رکن کو ئی بھی ایک رکن آپ کو ایسا نہیں ملے گا

جس میں اجتما عیت نہ ہو ۔اس کا نام ہی اجتماعیت ہے مثلاً پا نچ وقت کی
نماز با ہر جا رہے ہیں مسجد میں اجتما عیت ہے ۔جمعہ کی نماز ایک اور بڑی
اجتماعیت ہو ئی ،عید کی نماز پو را شہر ہی ایک جگہ اکٹھا ہوگیا ،حج ملک ملک
قومیں ادھر سے ادھر س ساری دنیا کی کا لے گو رے انگریز غیر انگریزجو بھی
ہیں سب جا کر بیت اللہ میں ایک جگہ جمع ہو جا تے ہیں اب دو سری یہ کہ حج
بھی ایک اجتماعیت ہے اب روزے کو آپ دیکھ لیجئے انہو ں نے کہا صاحب مولو ی
صاحب نے اللہ و اکبر کہہ دی سیر کے وقت ہر آدمی نے حلال چیز کو اپنے اوپر
حرام کر دیا ۔منہ بند کو ئی اسے کہنے والا نہیں ہے تم نے پا نی پیا غسل خا نے
میں جا کر پا نی پی لیا کون کہنے والا ہے لیکن نہیں وہ بھو کا ہے اس لئے کہ اس
نے ایک عہد کیا ہوا ہے کہ ا للہ کے لئے بھو کا رہنا ہے اس لئے بھو کا رہنا ہے اللہ
کے لئے جب میں اللہ کے لئے بھو کا رہو گا تو میرے نفس کے اندر ایک رو شنیاں
پیدا ہو نگی اجراک پیدا ہو گا ما دیت سے دور ہو ں گا مو لو ی صاحب نے پھر
اللہ و اکبر کہا سا رے کے سارے کہہ گے اب کسی شہر اب کرا چی کرا چی میں
کہہ دس لا کھ آبا دی ایک آذان پر ایک کروڑ آدمی منہ بند کر لیتے ہیں اور ایک دو
سری آذان پر سارے کے سارے کھا نا شروع کر دیتے ہیں اس سے بڑی اجتما یت کیا
ہو گی تو روزے ایک ایسی اجتما عیت ایک نام ہے رو زہ ایک ایسا پروگرام ہے
جس پرو گرام پر عمل کر کے انسان ما دی حواس سے دور ہو جا ئے اور رو حا نی
حواس سے قریب ہو جا ئے جتنا جتنا آدمی اللہ تعالیٰ کے لئے اب دیکھئے نے ایک تو
پا نچ وقت کی نماز ایسا نہیں ہو اکہ بھی رو زہ ہو ا تو پا نچ وقت کی نماز معا
ف ہو گئی ۔نہ بلکہ مزید یہ ہوا کہ نماز بھی قائم کر لی،جھوٹ بھی نہیں بو لنا
ہے ،کسی پر غصہ بھی نہیں ہو نا ،کسی سے نفرت بھی نہیں کر نی ،اور بھو کا
بھی رہنا ہے بھو کا رہنے سے مرا د یہ ہے کہ ما دیت کی طرف تو رمضا ن اصل
میں ایسا پرو گرا م ہے کہ جو انسان کو ما دی حواس سے دو ر کر کے رو حا نی
حواس میں دا خل کر نا یہ وہ پرو گرام ہے کہ بھئی آپ رو زہ رکھے شب قدر کا
پروگرام ؤجا تا ہے شب قدر میں اناانزلنہ ...اس آیت میں کہ ایک را ت برا بر ہے
ایک ہزار را توں کے ایک ہزار مہینے میں تین ہزار دن ہو تے ہیں اور تیس ہزار
دن ہو تے ہیں تیس ہزار رات ہو تی ہیں یعنی ایک انسان کے اندر کو رفتا ر
حواس کی کام کر رہی ہے وہ رفتار جو تیس ہزار دن اور تیس ہزار راتوں میں
سفر کر تی ہے تو ایک رات میں سفر کر رہی ہے ۔یعنی انسان کے اندر اگر رو
زہ کا صیحح مفہوم پیدا ہو گیا تو رو زہ رکھنے والے بندے کے اندر ما دی حواس
اللہ تعالیٰ کے اور اللہ کے رسول کے بتا ئے ہو ئے قانون کے مطا بق ما دی حواس
کی نفی ہو جا ئے اور روحانی حواس بیدا ر ہو جا ئے تو اس کے اندر ایک ایسی ہے
کسی آدمی کے اندر کسی امت کے اندر رسول اللہﷺ کسی امتی ہے اندر حواس
کی رفتا ر ساٹھ ہزار گنا ہو جا ئے تو اس کے سامنے فرشتے آجا تے ہیں انا انزلنہ
...فجر سے مرا د دن دن کے حواس قر آن میں دو حواس کا بیان کیا گیا ہے ایک
دن کے حوا س ا و رایک رات کے حوا س ا گر ہمارے اندر حواس کی رفتار ساٹھ

گنا ہو جا ئے تو ہمارے سامنے فرشتے آجا ئیں گے جبرا ئیل بھی آجا ئیں گے حی
حتی متلاالفجر...جب کہ ان حواس میں دن کے حواس شامل نہ ہو جا ئے تو
فرشتے ہما ر ے سامنے ہیں ہم دیکھتے رہتے تو رمضان کا مقصد ایک پرو گرام ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام رسو ل اللہ ﷺ کے علا وہ بھی جتنی امتیں ہیں جتنے
پیغمبر آئے علیہم الصلوٰ ۃ والسلام سب گئے تو سب کو بھی کسی نہ کسی دن جا
نا ہے اب ہم نے گڑ بڑ کر دی یہ تو ہمارے یہاں بھی گڑ بڑ ہو گئی مثلاً اب یہ
ہے کہ اب سحری میں ر ہے کیا کھجلے کھا ئیں گے ،پھینی کھا ئے گے ،پرا ٹھے کھا
ئیں گے وہ اس لئے کہ بھوک نہ لگے مقصد یہ ہی ہے کہ زیا د ہ سے زیا دہ بھوک
نہ لگے زیادہ سے زیا دہ رو زہ خالی رہے لیکن یہاں صورت حا ل یہ ہے کہ ہر
گھر کا خر چہ اگر سو روپے ہے مہینے کا تو رمضان میں تین سو چا ر سو رو پے کا
ہو جا تا ہے اب یپ با لکل الگ با ت ہے کہ اللہ تعالیٰ بر کت دیتے ہیں دستر
خوان کی رو نق ہو جا تی ہے لیکن مقصد جو ہے وہ یہی ہے کہ ما دی حواس
کی گر فت ہے او رما دی حواس کی گر فت اس سے ہی ٹوٹ سکتی ہے کہ آپ
کم از کم کھا نا کھا ئیں زیا دہ سے زیا دہ اللہ کی طرف متوجہ رہے ،زیا دہ سے
زیا دہ اللہ تعالیٰ کو یا د کر یں عبا دت کر یں عبادت کے طریقے ہیں درود شریف
پڑھیں ،دورد تنجیناپڑھیں ،یا حیی یا قیوم پڑھیں قرآن پا ک کی تلا وت کر یں مقالہ
پڑھیں جو بھی کر یں ج بھی آپ کر سکتے ہیں آرا م سے وہ کر یں تو یہ جو رو زہ
ہے یہ ایک ایسا اجتماعی پرو گرام ہے اور ایک ایسا اصلا حی رکن ہے اگر ا س رو
زی کے نام پر صیحح معنوں پر عمل درامد ہو جا ئے تو ایک مہینے میں جو انسان
کے اندر ما دی حواس ہیں ان کی گر فت ٹوٹ جا ئے گی اور اس کے اندر رو حانی
حواس بیدار ہو جا تے ہیں اورجب کسی انسان کے اندر رو حانی حواس بیدا ر ہو
جا تے ہیں تو ظا ہر ہے وہ غیب کی دنیا تو دیکھئے گا روح کی دنیا رو ح جو ہے
اس ما دی آنکھ کو دنیا میں دیکھا تی ہے لیکن رو ح جب برا ہ را ست دیکھتی ہے
تو وہ عالم غیب میں دیکھتی ہے تو جب روح اس ما دی جسم کو لیکر چلتی ہے
تو اس دنیا میں چلتی ہے ٹا ئم اسپیس کے بندسے ہے لیکن جب روح برا ہ را ست
سفر کر تی ہے ۔تو پھر روح جو ہے وہ غیب کی دنیا میں سفرکر تی ہے آسمانوں
میں سفر کر تی ہے ،عرش پر سفر کر تی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور برا ہ را ست
بن جا تی ہے رو ح جب یہ دیکھتی ہے کہ یہ سامنے میرا اللہ بیٹھا ہے میں اس کے
سامنے کھڑ ی ہو ں اگر رمضان کے پروگرام پر عمل کر یں یہ نہیں کہ با لکل ہی
کھا نا پینا بند کر دیں احتیاط سے کھا نا کھا ئیںاتنا کھا ئیں کہ طبیعت خرا ب نہ ہو
سارے دن ڈاکا ریں نہ لیتے رہے اس سے یہ ہے کہ با رہ ایک بجے تک ڈا کا رہ لیتے
رہتے ہو کھٹی کھٹی ...اس کے بعد ظہر کی نماز پڑی تھوڑا سا سو گئے جب اٹھے
تو دو با رہ پھر کھا نے کا سلسلہ شروع ہوا مر د جو ہیں با زواروں میں چلے گئے
پھل فروٹ خرید نے عورتیں بوورچہ خانے میں چلی گئی وہ کھا تے کھا تے جناب
آذان ہو گئی مغرب کی مغرب کے بعد کھا ئے پئے چا ئے پی لی عشاء کے بعد پھر
کچھ کھا لیا تو دماغ کھا نا ہو تا ہے تو کھا نے کے علاوہ کچھ سوجتا ہی نہیں ہے۔

یہ دیکھئے آپ غور فرما ئیں جو ہم اس افتا ری میں سحری میں کھا تے ہیں اگر
ہم عام دنوں میں کھا لیں گے تو ہم بیما ر ہو جا ئیں گے ایسا ہو گا کو ئی
کنڈیشن نہیں ہے ادھر گو شت بھی کھا رہے ہیں، ادھر جناب چا ٹ بھی کھا رہے
ہیں اس میں جنا ب پکو ڑے بھی کھا رہے ہیں اس میں چٹنی بھی کھا رہے
ہیشربت بھی پی رہے ہیں، دود ھ بھی پی رہے ہیں ،چا ئے بھی پی رہے ہیں اور
رو ٹی بھی کھا رہے ہیں اس طرح آپ عام دنوں میں کھا کر دیکھ لیں۔تو آپ یہ
دیکھیں کے صبح سے شام تک بھوکے رہنا حالانکہ ہم نے کھا نا اپنے حساب ست وہ
کھا یا جو زیا دہ سے زیا دہ پیٹ میں آیا لیکن اس کے با وجود بھی ہمارے معدے کو
اتنا آرام مل گیا اتنا فا ئدہ ہوا کہ ہم اتنی کچھ چیزیں کھا لیتے ہیں سب ہضم
ہو جا تی ہیں۔اب کھا نا میں اتنا کیوں کھا تے ہیں اپنا ایک دو لندر میں ایک
مسجدتھی وہا ں ایک حا جی صاحب بہت اچھا قرآن پڑ ھتے تھے تو شوق میں انہو
ںنے قرآن شریف اب اچھا ہے وہاں جا یا کر تا تھا بڑے اطمینان سے ایک دن وہاں
گئے تھے اب پتا نہیں ان کا درد ہوا کیا ہو ااور جب ہم رکو ع میں جا نے لگے امام
صاحب تو انہوں نے وہاں کر دیا تو ساری صحفو ں میں اتنا تا فن اتنا بدبو پھیلا اور
میرے پیر ویر سب بھر گئے اب اس کے بعد سے اللہ معاف کر ے جب بھی میں
کسی مسجد میں جا تا ہوں جا نے کی سو چتا ہوں ڈر جا تا ہے کہ کو ئی نہ کر
دے ایک خوف بیٹھ گیا تو اب یہ تو رو زے ہے اب رو زے کی مراد یہ ہے کہ رو زے
جب ہم رکھتے ہیں دراصل رسو ل اللہﷺ کے حکم تعمیل کر تے ہیں تو ہمیں یہ
بھی دیکھنا ہو گا کہ حضو رپاک ﷺ رو زے کس طرح رکھتے تھے ایک کھجور کھا لیا
ایک کھجو رکھا کر رو زے رکھ لیا دو کھجور کھا کر پا نی پی کر رو زے افتار کرلیا
یہ سارا قیام کر لے پو را عمل تو جب کے ہمارے اندر وہ طاقت نہیں رہی نہ
ہمارے اندر وہ ساکت لیکن کم از کم اتنا ضرو ر ہو نا چا ہئے کہ اگر روزے سے فا
ئدہ اٹھا سکیں تو سب سے پہلے کھا نے میں کنٹرول کر نا ہو گا۔اب یہاں جو میں
نے شب قدر کا پروگرام چھا نپے یہاں موجود ہیں آپ سب صاحبان لیجا ئیں اس
میں یہ کو شش کی گئی ہے کہ غذائی چا ٹ بنایا ہے بیس دن کا اس پر اگر دس
دن خوب کھا لو اور بیس دن چاٹ پر عمل کر کے دیکھ لو تو اللہ کر ے گا بعد میں
کو شش جدوجہد کر تا ہے اگر اس سے فا ئدہ نہیں ہوا پا نچ دس دن سے تو ہو
گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فیق دیکے ہم اللہ تعا لیٰ کے بتا ئے ہو ئے قاعدے پر
قوانین پر اور پیغمبروں کے بتا ئے ہو ئے قاعدے پر عمل کر یں ہمارے جو آخری
عشرے ہے ا س میں جو رمضان کی نیت ہے کہ انسان کے اندر ساٹھ ہزار گنا
رفتار ہو جا تی ہے اور اس رفتا ر کی بنیاد پر وہ فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔اللہ
تعالیٰ ہمیں ایسے کام کر نے کی تو فیق دے ۔آمین اختتام

Acd vol 094

Track 3

Time 10:19

۳۔اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہو تا ہے نہ غم اس سے کیا مراد ہے ؟

اس کے جوا ب مختصر یہ کہا جا ئے ہم اللہ کے دو ست کس طرح بنتے ہیں اس
سوال کی جو نو عیت ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عظیمی صاحبہ پو چھنا چا رہی ہیں
کہ اللہ کے دو ست کیسے بنتے ہیں یہ تو بعد کی بعد ہے نہ اللہ کے دوستوں کو
خوف اور غم نہیں ہو تا پہلے تو اللہ کے دوست کیسے بنتے ہیں خوف اور غم تو
جب نہیں ہو گا جب اللہ کا دو ست بن جا ئے گا ۔خوف اور غم سے نجات پا نے کے
لئے کو ئی بندہ یا بندی اللہ تعالیٰ کا دوست بن جا تا ہے یا اللہ تعالیٰ اسے اپنا
دوست نا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطا بق اس کے اوپر سے خوف اور
غم نکل جا تا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دو ست اللہ کا کس طرح بنے اللہ
تعالیٰ کے معاملات معاورائی معاملات ہیںاعلیٰ معاملا ت ہیں لیکن بر حال ہم اللہ
تک رسائی حاصل کر نے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطا بق جیسے کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری آیا توپر غور کر و میری نشانیوں پر تفکر کر و انا
فی ذلک ...جو عقل مندلو گ ہیں ان کی تعریف یہ ہے کہ جو اللہ کی آیا توں
میں اللہ کی نشانیوں میں غورو فکر کر تے ہیں بہت چیزیں اللہ تعالیٰ نے دنیا
میں آپ کو عطا کیں اللہ تعالیٰ خود ہی ان کو گنوا کر فرماتے ہیں فباء ای اللہ
...کہ ہم نے جو تمہییں نعمتیں عطا کیں ہیں کون کون سی نعمتوں کو جھٹلائو
گے کون کو ن سی نعمتو ں کو تم جھٹلا ئو گے تو جب مادی اعتبار سے اللہ تعالیٰ
کے معاملات پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی آیت پر ہم غورو فکر
کر تے ہیں تو نتیجے میں ہم اللہ تک پہنچ جا تے ہیں ۔اب دنیا وی نقطہ نظر سے
بھی اگر ہم یہ اپنے ذہن میں سوال کر ییا کو ئی کسی سے پو چھے کہ فلا ح
آدمی سے میں دوستی کر نا چا ہتا ہوں ۔اس کو کیا طریقہ ہے تو دوستی کا جو
طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ جس آدمی سے آپ دوستی کر نا چا ہا ہے اگر آپ اس
کی خڈمت کر رہے ہیں اور خدمت کی نیاد پر دوستی ہے تو دوستی ختم ہو جائے
گی ۔اگر آپ اس آدمی سے دو ستی کر رہے ہیں اس کے گھر آنا جا نا ہے اس کے
دوکھ درد میں شریک ہو رہے ہیں جب آپ آنا جا نا چھوڑ دیں تو مصروفیت ختم
ہو جا ئے گی اگر آپ اس شخص سے اسی دوستی کرنا چا ہتے ہیں جو دو ستی
کبھی ٹوٹے نہیں آپ کو یہ کر نا ہو گا اس دو ست کی جو ہو ی ہے یا اس دو
ست کے جو ذاتی معاملا ت ہیں ،خواہشات ہیں اور اس دوست کی جو پسند اور
نا پسند ہے اگر آپ نے اس کو اپنا لیاتو اس سے دو ستی ہو جا ئے گی اگر ایک
آدمی شرا بی سے دو ستی کر نا چا ہتا ہے ۔اس شرا بی سے دوستی اس وقت
ہی پکی ہو سکتی ہے جب آدمی اس کے ساتھ شراب پینا شروع کر دے ،ایک
نمازی سے آپ دو ستی کر نا چا ہتے ہیں اس نمازی سے دو ستی آپ کی جب ہی

ہو سکتی ہے جب آپ بھی نماز پڑھیں اور جس طرح وہ سوچ رہا ہے آپ کی
سوچ اس سے متعلق ہو جا ئے تو قاعدہ یہ بنا اگر آپ کسی سے دو ستی کر نا چا
ہتے ہیں تو پہلے تو پسند نا پسند اس کی آپ کو اپنا نا ہو گی ۔اور دو سری یہ
ہے کہ اس کی طرز فکر بھی آپ کو اپنانا ہو گی پھر دو سری یہ آپ اس کی
طرز فکر اپنا لیں گے اوراس کی پسند نا پسند آپ کی پسند نا پسند بن جا ئے تو
آپ کے دو ستی ہو جا ئے گی اب مثلاً ایک آدمی قوالی سنتا ہے آپ قوالی سنے
لگیں ایک آدمی فلم دیکھتا ہے آپ فلم دیکھنے لگے یعنی فلم دیکھنا کو ئی اچھی
بات نہیں ہے بری بات ہے مثال کے طور پرایک بات ہے ایک آدمی چوری کر تا ہے
اب اس کی دوستی جب ہی پکی ہو سکتی ہے جب آپ بھی چو ری کریں ایک
آدمی اللہ کی مخلو ق میں اللہ کی خدمت کر تا ہے ،تو آپ کی دو ستی جب ہی
پکی ہو گئی آپ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کریں یعنی جس طرح وہ
سوچ رہا ہے جس طرح وہ زندگی گزارہا ہے آپ بھی اسی طرح سو چنے لگوں
اور اسی طرح زندگی گزارنے لگو اب سو چنا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ہم دو
ستی کر یں تو اللہ تعالیٰ کی کیا طرز فکر ہیں کیا طرز فہم ہے کیا پسند ہے کیا
نہ پسندیدہ عمل ہے اللہ تعالیٰ کیا کر تے ہیں تو جب آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے
میں سو چتا ہے تو تفکر کر تا ہے تو مزید اس کے دو سری کو ئی بات نظر نہیں
آتی کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی عظیم معاورائی ایثار کر نے والی ہستی ہے کہ وہ
ہمیشہ ہر حال ہر لمحہ ہر آن ہر سال ہر مہینہ ہر دن اپنی مخلوق کی
نگہداشت کر تی ہے اپنی مخلوق کے لئے وسائل فراہم کر تی ہے تاکہ مخلوق
اس کی نہ رہے اور مخلوق کو کیسی قسم کی تکلیف نہ ہو اب دیکھئے مخلوق
کو پا نی کی ضرورت ہے سب سے زیادہ مخلوق کوپا نی ہے تین حصے پا نی ہو تا
ہے دو سرے وسائل کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح جتنی پا نی کی
ضرورت ہے اس کو عام کر دیا ۔اس کے بعد دو سری جو بنیا دی ضرورت ہے
انسان کی وہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہواکو پیدا کر دیا ہے تو اتنا زیادہ پیدا کر دیا آپ
جنگل میں ہو گھر میں ہو ،با ہر ہو ،کھوٹھے میں بند ہو دروازے بند کر لیں
کھڑکیاں بند کر لیں لیکن جتنی آپ کو ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ نے دی پھر اپنی
مخلوق کو پر وارش کر وانے کے لئے ماں با پ کے دل میں محبت ڈال دی ماں کے
د؛ل میں محبت ڈال دی ،باپ کے دل میں محبت ڈال دی ظاہر ہے ماں باپ کے دل
مین چھوٹے بچے کے لئے محبت نہ ہو چھوٹے بچے پر وارش ہی نہیں پا سکتے کیا
ضرورت پڑے گی کسی ماں کو اپنے بچوں کے لئے رات بھر جا گے کیا ضرورت پڑی
کسی ماں کو کہ وہ خود گیلے میں سو ئے اور بچے کو سو کھے میسولا ئے ۔بات
یہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی پروارش چا ہتے ہیں اس لئے اس پر
وارش کے جتنے بھی تقاضے جو ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں اور باپ
کے دل میں منتقل کر دئیے اب اس ساری بات کو مجموعی طور پر ہم اس طرح
کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کیا کر تے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کر تے
ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی مخلوق کی خدمت میں لگے رہتے ہیں مطلب یہ

مسائل پیدا کر نا مخلوق کے لئے اور اس میں توازن قائم رکھنا ،تسلسل قائم رکھنا
اس کو کم نہ ہو نے دیکھا یہ اللہ تعالیٰ کی شان کر یمی ہے ۔اور اس شان کر
یمی کو مخلو ق کے علاوہ کو ئی دو سرا نام نہیں دیا جا سکتالہذا اگر آپ اللہ
سے دو ستی کر نا چا ہتے ہیں تو اس کا آسان تر ین نسخہ یہ ہے کہ جس طرح
اللہ تعالیٰ مخلوق کی خدمت کر رہا ہے آپ بھی مخلوق کی خدمت کر نا شروع
کر دیں اللہ تعالیٰ مخلوق کی خدمت تو کر تا ہے لیکن کو ئی صلا نہیں چا ہتا اب
مثلاً پا نی ہے بے تہا شہ پا نی پا نچ ارب کی آبا دی پا نی استعمال کر رہی ہے۔
تو اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی مخلوق سے یہ نہیں کہا بھئی پا نی میں تمہیں جب
دو نگا ں جب تم مجھے ایک سجدہ دو سجدے کر کے دو جی نہیں پا نی جو ہے وہ
فری ہے اس میں کو ئی شرئط نہیں ہے اب یہ آ پ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے
اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں یہ با لکل ایک نیا عمل ہے لیکن اس عمل کا تعلق جو
ہے وہ آپ کے وسائل سے ہر گزنہیں ہے ہوا ہے ،زندگی ہے ،خون ہے اب یہ
جسم میں خون دوڑ رہا ہے یہ برابر دوڑ کر رہا ہے کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرئط
نہیں لگا ئی کہ دس دفعہ اللہ کہو گے تو ایک سانس آئے گا اللہ کو آپ مانے یاما
نے کو ئی کا فر ہو کو ئی تا جر ہو کوئی کو ئی دہریا ہو اللہ تعالیٰ کسی کی
سانس پر پا بندی نہیں لگا تے تو اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ اپنی خدمت خلوص
سے کر تے ہیں پر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کا کو ئی معزا ہی نہیں
طلب کر تا ہے ۔اب یہ ایک زمین ہے زمین پر بستی ہے اللہ تعالیٰ کو کتنے پیسے
دئیے اب یہاںلوگ زمیج پر قبضہ کر کے بیچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو
فری ہے کہیں بھی چلے جا ئیلندن چلے جا ئیں اب بتا ئیں کسی نے اللہ میاں کو
کتنے پیسے دئیے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو ہیں اپنی مخلوق کی خدمت جو ہیں بغیر
صلے کے بغیر معاورے کے بغیر لا لچ کے اور بغیر کسی غرض کے تو اگر ایک انسان
دو سرے انسان کی خدمت بغیر غر ض کے کر ے ،مخلص سے فرض ادا کر ے تو اس
کا مطلب ہے اب اس نے وہ کام شروع کر دیا جو اللہ کر رہا ہے جب آپ نے وہ
کام شروع کر دیا جو اللہ نے کر نا ہے تو یہ قانون ہے لا زمی طور پر جو کام آپ
اللہ کی مر ضی سے منشا ء کے مطا بق کر یںگے خوشی، خوشی تو آپ اللہ دو
ست بن جا ئیں گے اور جب آپ اللہ دو ست بن جا ئیں گے تو آپ کے اوپر نہ خوف
رہے گا نہ غم رہے گا اللہ انا هو ...اللہ کے دو ستوں کو نہ خوف ہو تا ہے نہ غم
ہو تا ہے ۔اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 94

Track 4

Time 05:12

٤۔عالم برزخ اور عالم اعراف کس قسم کے عالم ہیں اور ان دونوں میں کیا فرق ہے ؟

کا ئنات کی حر کت اور کا ئنات کی زندگی دو روخوں پرر قائم ہے ایک رخ یہ ہے کا ئنات کہی سے کر رہی ہے کا ئنات کسی طرح سن کر رہی ہے یعنی کا ئنات کی تمام مخلوقات کہیں س ے آرہی ہے کہیں جا رہی ہے یہ دنیا کا تجربہ آپ کے سامنے ہے کہ آدمی پیدا ہو تا ہے جب پیدا ہو تا ہے تو ظاہر ہے کہی سے آتا ہے اور پھر مر جا تا ہے مر نے کا مطلب یہ ہے ظاہر ہے کہی چلا جا تا ہے تویہ ایک نظام میں جو چیز یہاں دنیا میں پیدا ہو رہی ہے وہ اس دنیا سے جابھی رہی ہے یہ آنا جو ہے اس کو حضور قلندر بابا اولیا ء نے نزول کہا ہے اور جا نا جو ہے اس کو حضورقلندر بابا اولیا ء نے سعود کہا ہے یعنی یہ ساری کا ئنات نزول اور سعود سے قائم ہے اور زندگی او زندگی کے جتنے بھی حرکات و سکنات ہیں وہ بھی نزول اور سعود پر ابھر تا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ئنات کو بنایا اور بنانے کے بعد جو عالم متعین ہوا اس کو عالم ارواح کہا جا تا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے کا ئنات میں جو بھی کچھ ہے سب کی روحیں تخلیق کر دی پہلی تخلیق کے بعد جہاں روحیں مو جود ہیں اس کا نام عالم ارواح ہے پھر یہ روح نزول کر کے ایک او ر مقام پر آکر ٹھہر تی ہے اور جو پہلی منزل پر ٹھہرتی ہیں اس کو عالم برزخ کہا جا تا ہے عالم برزخ سے نرول کر کے یہ دنیا کا ئنات یا انسان یہاں عالم نا سوت میں آجا تا ہے ۔عالم نا سوت میں زندگی گزراتا ہے پچاس سال ساٹھ سال کسی اور عالم میں چلا جا تا ہے جس کو مر نے کا بعد کا عالم کہتے ہیں تو مر نے کے بعد کا جو عالم ہے اس کو عالم اعراف کہا جا تا بات اس طرح ہو ئی کہ روحیں کہاں موجو دہیں اس کو عالم ارواح کہا جا تا ہے روحیں خدوخال اختیار کر کے جب اپنا مظا ہرہ کر نا چا ہا گو شت پو ست کے ساتھ تو پہلے عالم ارواح سے ان کا جو معیار بنا وہ عالم برزخ ہے اور عالم برزخ سے جو نزول کر کے عالم نا سوت میں آگئی اور عالم نا سوت سے سعود کر کے عالم اعراف میں چلی گئی ۔تو یہ دو رخ ہو ئے ایک نزولی رخ ہو ا ایک سعودی رخ ہوا نزولی رخ میں عالم ارواح کے بعد پہلا جو مقام ہے اس کو عالم برزخ کہتے ہیں اور نزولی حرکات و سکنات کے بعد جب آدمی سعود کر تا ہے یا اللہ کی طرف منتقل ہو تا ہے تو اس دنیا کے جا نے کے بعد جو پہلا عالم ہے اس کو عالم اعراف کہتے ہیں ۔

اختتام

.